اردو ترجمہ
پروفیسر ڈاکٹر محمد ریاض

انفاسِ رحیمیہ

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے والد ماجد کے موعظات اور مکتوبات

حضرت شاہ ولی اللہ کے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم بڑے متقی شخص اور عالم کبیر تھے۔ تیموری بادشاہ محمد اورنگ زیب عالم گیر نے عظیم مجموعہ فتاوی عالمگیری مرتب کرنے پر جن علماء کو مامور و مقرر کیا تھا ان میں یہ بھی شامل تھے[1]۔ شاہ عبدالرحیم کے ہاں دو بیویوں سے تین فرزند پیدا ہوئے تھے۔ جن میں سے ایک جوان ہو کر فوت ہوئے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے حقیقی برادر خرد اہل اللہ تھے[2]۔ انفاس رحیمیہ کے مرتب اہل اللہ ہی ہیں۔ انفاسِ رحیمیہ کو ۱۹۱۵ء میں مطبع مجتبائی دہلی نے شائع کیا تھا اور ہم اس متن کی رو سے اس کا کسی قدر آزاد ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ موجودہ اخلاقی انحطاط کے دور میں یہ نصائح بہت غنیمت ہیں۔ مکتوبات بھی ایمان افروز ہیں۔

مترجم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے ہمیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دی اور ہمیں مضبوط ملت کی بلندیاں طے کرنے کی توفیق دی اور درود و سلام اس کے رسولؐ پر جو صاحب خلق عظیم[3] ہیں اور آپؐ کی آل اور اصحاب پر جنھوں نے باقی رہنے والی نعمتوں کے لیے ہدایت حاصل کی ہے۔

اس کے بعد یہ نحیف اور نزار بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا آرزو مند اہل اللہ — اللہ تعالیٰ اس کی اور اس کے عظیم آباء و اجداد کی مغفرت کرے اس کے ساتھ نیز اس

محترم والدین سے حسنِ معاملہ فرمائے۔ عرض کرتا ہے کہ میرے والد حضرت شاہ عبدالرحیم جن کے سلسلے کو اللہ تعالیٰ ہدایت کے طلبگاروں اور مریدوں پر طویل عرصے تک باقی رکھے ان تحریروں کو جو انھوں نے بعض حسنِ عقیدت رکھنے والے مریدوں اور کامل خلفاء کو لکھیں اور ان میں معانی کے ہار پروئے، میں جمع کر رہا تھا، جو معارف کا مرکز، حقائق سے آگاہ ساز، ظاہری و باطنی کمالات کا مجموعہ، صوری اور معنوی نیکیوں کے مکارم کا سرچشمہ، مفسرین کا خلاصہ متاع اور محدثین کی راہنما ہیں میں ان تحریروں کے مطالعے سے حقائق و معارف کے خزانے کی سعادت حاصل کر رہا تھا جب والد ماجد کی نظر ان اوراق پر پڑی جو اس ادنیٰ اور بے استعداد جامع نے اکٹھے کر رکھے تھے تو فرمایا کہ اے اہل اللہ ان کی ترتیب و تالیف کرنا چاہیے تاکہ ان کا فائدہ مکمل اور پائیدار ہو اس لیے ان کے حکم عالی قدر کی تعمیل میں میں نے انھیں کیا اور ان کا نام "انفاسِ رحیمیہ" رکھا۔ ان کے حسن ترتیب میں اللہ کی توفیق چاہتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے "لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس" یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان انسانوں پر رحم کرتا ہے جو اس کے بندوں پر شفقت کرتے ہیں تم زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو تاکہ آسمان والا تم پر رحم فرمائے۔ نیک اور بد انسانوں پر رحمت کرنا یہ ہے کہ ان کو بدی سے روکا جائے۔ ایسا کرنے والوں پر آسمان والا جو سلطنت، قدرت کمال اور بلندی کی ہر چیز کا مالک ہے رحم فرمائے گا۔ اس کی رحمت کی علامت فرشتے بھی ہیں اور ان کی رحمت یہ ہے کہ طلب رحم کے لیے رحم کرنے والوں پر حضرت رب العزت کے حضور دعا اور استغفار کرتے ہیں اور ان کا مقصد یہ ہے کہ عام لوگ جنوں، بُرے انسانوں اور شیطانوں کی تکلیفوں سے محفوظ رہیں اے شخص جو اللہ کے قرب کا طالب ہے اور دنیا و آخرت کی سعادت کے طلب گار، خدا کے بندوں پر شفقت کر اور جان لے کہ قادرِ مطلق کی مخلوق پر رحمت کرنا ایک خاص صفت ہے اور یہ کامل انبیاء و اولیاء کی صفت میں سے ہے لہٰذا کوشش کر تاکہ تو ہر نیک اور بُرے انسان کے سامنے آفتاب کی طرح چمکے لوگوں کے بُرے اخلاق پر صبر کر اور رحمت و شفقت کی وجہ سے ان سے منہ نہ موڑ، تجھے چاہیے کہ انبیاء کرام کے بلند اخلاق اور اولیاء اللہ کے اعلیٰ اوصاف کے

بارے کی باتوں پر پوری طرح توجہ دے۔ اس طرح شاید تو خصوصی توجہ سے تقلید کی پستی سے تحقیق اور رہبری کی بلندی کو جا پہنچے مشہور قول ہے کہ نیکی پر رہنمائی کرنے والا نیکی انجام دینے والے کی طرح ہوتا ہے۔ یہ مغموم بے سر و سامان فقیر اس لیے نصیحت کی باتیں کر رہا ہے کہ ناصحین کے گروہ میں شامل ہو سکے۔ کامیابی دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

روایت ہے کہ عالمِ غیب میں اللہ تعالیٰ کی بے شک وشبہ اور پاک جناب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ملا کہ اے عیسیٰ اگر تو چاہتا ہے کہ ہمارے خاص اور مقرب لوگوں میں شامل ہو تو تجھے چاہیئے کہ چار اخلاق اپنائے تو مخلوق پر آفتابِ عالم کی طرح مشفق ہو جو نیک و بد پر چمکتا ہے آفتاب کو نیک کے حرارت دینے سے افتخار ہے نہ بُرے کو گرمی دینے سے کوئی عار، تیرا مقصد ہمارے ساتھ حسنِ سلوک ہے لوگوں کے نیک و بد ہونے سے تجھے کیا واسطہ ہے:

بدی را بدی سہل باشد جزا | اگر مردی احسن الیٰ من اسا

(بُرائی کا بدلہ بُرائی آسان ہوتا ہے اگر تو جوانمرد ہے تو جس نے برائی کی ہے، اس کے ساتھ نیکی کر۔ سعدیؒ)

دوسرے یہ کہ پانی کی طرح برداشت و نفع پہنچانے والا ہو، پانی جہاں جاتا ہے لوگ اس کا راستہ روکیں اسے اٹھاتے پھریں وہ ہر حال میں حیوانات و نباتات کو زندگی دینے والا اور گندگیوں اور پلیدیوں کو دھو ڈالنے والا ہے اور جیسا کہ قرآن مجید میں کہا گیا ہے اس کے ذریعے ہر چیز کو زندہ رکھا گیا ہے۔ وجعلنا من الماء کل شیءٍ حی ۔

تیسرے یہ کہ تو زمین کی طرح ہو، لوگ اس پر گناہ کرتے ہیں اور وہ دشمنی نہیں ہے لوگ اس پر گندگیاں پھیلاتے ہیں مگر وہ میٹھے پھل دیتی ہے تو بھی اسی طرح اپنے نیک کام انجام دیئے جا،

چوتھے یہ کہ تو ہمیشہ بوم کی طرح خاکسار اور سر نیچے کیے ہوئے رہ اور راتوں کو جاگنے کی عادت ڈال۔

روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بن عمران نے قاضی الحاجات باری تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ خدایا تو نے میری رسالت کے عصا اور تکلم کو کس طرح اپنے شایانِ شان بنایا؟ بارگاہ خداوندی سے جواب ملا کہ اے موسیٰ وہ دن یاد کرو جب تم حضرت شعیبؑ کی بھیڑیں چراتے تھے ایک بھیڑ بھاگ

گئی وہ خود بھی بہت دوڑی اور تجھے بہت دوڑایا۔ بہت زحمت اور مشقت کے بعد تو نے اسے پکڑا تو چاہتا تھا کہ اس کو لاٹھی سے مارے۔ اس پر تو نے ہمیں یاد کیا اور لاٹھی ہاتھ سے پھینک دی تو نے اس کے دونوں سینگ پکڑے اور اس کی دونوں آنکھوں پر بوسے دیے اور کہا اے میرے دوست تو نے اپنے آپ کو تکلیف دی اور مجھے بھی اذیت پہنچائی پھر تو نے اسے اپنے کندھے پر اٹھایا اور اس کے ٹھہرنے کی جگہ پر لے آیا۔ تو نے ہماری مخلوق پر جو رحمت اور شفقت کی اس کی بناء پر تجھے رسالت اور تکلم کا شرف دیا گیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث ہے کہ لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو انہیں نفع پہنچائے پھر فرمایا جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت روائی میں لگا ہوا ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت براری میں مصروف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کی اس کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں۔ ایک بہت نیکوکار تھی اور دوسری بدکار۔ نیک عورت نے مکان بند کیا اور وہاں رہنے والی بلی کو کھانے کے لیے کچھ نہ ملا اور بھوک کی وجہ سے وہ مر گئی۔ دوسری طرف وہ بدکردار عورت ایک وقت گرمی میں صحرا سے گزر رہی تھی وہاں وہ ایک کنویں کے پاس گئی دیکھا کہ ایک کتا پیاس کے مارے بدحال ہے۔ پیاس کے مارے اس کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے اور وہ کنویں کا چکر لگا رہا تھا اور پتھروں کے اوپر جو نمی تھی اسے چاٹتا تھا۔ اس عورت کو ترس آیا اس نے ڈول کنویں میں ڈالا لیکن رسی چھوٹی تھی اس نے اپنے سر کے کچھ بال کاٹے اور انہیں بنا جس سے رسی بنائی۔ یوں پانی نکالا اور کتے کو دیا۔ خدائے واحد لاشریک نے فرمایا کہ اس بدچلن عورت نے کتے کے ساتھ جو شفقت کا برتاؤ کیا اس کی وجہ سے اسے ہم نے اس نیک عورت کی جگہ بہشت عطا کر دی ہے اور اس نیک عورت کو اس کے بدلے جہنم میں بھیج دیا ہے۔

اے بھائی یہ عجیب حدیث اور نادر قصہ عبرت اور موعظت کے لیے ہے اور اس سے عبرت ہوتی ہے مگر اس بادشاہ مطلق کے کام ناانصافی اور اعتراض سے پاک ہیں اور جزا و سزا اعمال کے بدلے ملتی ہے۔ روایت میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے کچھ مخلوق جنت کے لیے اور کچھ دوزخ کی آگ کے لیے پیدا کی اور میں سب سے بے نیاز ہوں جو وہ کرتا ہے اس سے کوئی پوچھ نہیں سکتا البتہ پوچھنے والوں کی پرسش ہوگی۔ لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُونَ۔ (۶)

کس رانپرسد کہ باز پرسد نہ کلال کز بہر چہ می سازی و چوں میکنی

(وہ کسی سے نہیں پوچھتا مگر تمھاری باز پرسی کرتا ہے کہ تو برتن کیوں بناتا ہے اور اس سے کیا کرتا ہے)

آخر اس دارِ فنا کو چھوڑنا ہے اور دارِ بقا اور مقام جزا میں پہنچنا ہے اے مخاطب نفسانیت اور غرور کے اس شیطانی قول کو چھوڑ کہ "میں اس سے بہتر ہوں" انا خیر منہ مجھے چاہیے کہ خاکساری کے کردار پر اعتماد کرے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر نظر رکھے۔ جہاں تک ممکن ہو دلوں کو آرام پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو شفقت اور رحمت سے نواز اور حکومت کو موہوم اور بُری صفات سے بری قرار دے اے طلب گارِ حق دیکھ لے کہ ایک حیوان کو آرام پہنچانے کی بنا پر باری تعالیٰ تجھے اپنے باکمال جمال کا قرب بخش دے اور ابدی سعادت مند بنائے تو یہ بات بعید قیاس نہیں ہے ایک حیوان کو تکلیف دینے کی وجہ سے جس نے اللہ تعالیٰ کے انوار اور اس کے اسرار کے مقامات دیکھے ہوں کوئی شخص اگر پست ترین مقام میں جا پڑے تو یہ بات دور از قیاس نہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے بُرے کاموں سے بچائے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ایجا فنون شیخ نیرزد بہ نیم خس دل را بدست آر ہمین مشرب ست و بس

(یہاں شیخ کے مرتب نصف خس و خاشاک کے برابر کوئی قیمت نہیں رکھتے۔ دل قابو میں رکھ صحیح روش یہی ہے اور بس)

شعر کا مطلب یہ ہے کہ مقربین کے نزدیک نیک لوگوں کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں حقیقی شیخ جو کشف و کرامت اور آسمان وغیرہ کی طرف پرواز اور اسے تصرف میں لانے کا مدعی ہے اس کے یہ کام بہت معمولی ہیں کسی کا دل موہ لینا اصل کام ہے کیونکہ سالم و سلیم دل جو غیر حق سے بچے اور بُری صفات سے دور ہو وہ جو خدا کے اسرار کا گنجینہ اور اس کے انوار کا خزینہ ہوتا ہے، اسے راحت پہنچا کیونکہ مقربوں اور عاشقوں کا شیوہ یہی ہے یہ کوئی دلداری نہیں ہے کہ قتل، چوری اور شراب خوری کرنے والوں کی تمنا پوری کی جائے۔ کسی شاعر کی رباعی ہے ؎

در راہ خدا دو کعبہ آمد منزل یک خانہ کعبہ است و یک خانہ دل

تا بتوانی زیارتِ دلہا کن کافزون زہزار کعبہ آمد یک دل

(خدا کی راہ میں دو کعبوں کی منزلیں ہیں ایک گھر کعبہ ہے اور دوسرا گھر دل۔ جب تک ہو سکے تو دلوں

کی زیارت کر کیونکہ ایک دل ہزار کعبوں سے بڑھ کر ہے)

روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھی عورتوں سے فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کوئی اپنی خواہش بتاؤ جسے میں پورا کروں کہتے ہیں کہ ایک جوان عورت آئی اور رسولِ اکرمؐ سے کہا کہ میری والدہ کو کوئی خواہش ہے وہ آپ کو بلاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا تم جس کوچے میں رہتے ہو مجھے لے چلو وہاں۔ رسول اکرم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں اور شفقتیں ہیں۔ اس نے اپنی رحمت کا ایک حصہ تمام مخلوقات، جن، پری اور بحری اور بری مخلوق کو دیا ہے اور اسی کی بناء پر مائیں اپنی اولاد کو دودھ دیتی ہیں، انہیں کھلاتی پلاتی اور تربیت کرتی ہیں اور یوں زہریلے جانور بھی اپنے بچوں کو زہر سے محفوظ رکھتے ہیں اور انہیں تکلیف نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ ۹۰ اپنی رحمتیں میری امت کے گنہگاروں کے لیے مخصوص رکھی ہوئی ہیں کہ یہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے اور سب سے بڑا بخشش کرنے والا اسے نوازے اور کسی ذریعہ کے بغیر ان کی کارسازی کرے۔ اے حق کے طلب گار تو اس حکم پر توبہ کر کہ اللہ کے اخلاق اپنا تجھے پوری کوشش سے اس اخلاق کے مطابق انصاف سے کام کرنا چاہیئے تاکہ اللہ جل شانہ کے فعل سے تو بھی ایک مشابہت حاصل کرے اور ابدی نجات اور ہمیشہ کی سعادت سے بہرہ مند ہو۔

اخلاق کی کتابوں میں ہے کہ کوئی شخص اپنی روزی کو شکار سے حاصل کرتا اور اسی شغل سے اپنی معیشت حاصل کرتا تھا ایک دن وہ شکار کرنے کو گیا۔ اس نے ہرن کے ایک بچے کو دیکھا اس نے گھوڑے کو ہرنی اور اس کے بچے کے پیچھے دوڑا دیا۔ طاقتور ہرن تو بھاگ نکلا مگر کمزور بچہ اسیر ہو گیا اس نے ہرنی کے بچے کے دست و پا باندھے اور اسے اپنے فتراک میں کس لیا اتنے میں اچانک وہ ہرنی بھاگتی ہوئی آئی۔ اپنے بچے کے لیے محبت کے غلبے کی وجہ سے اس کی آنکھیں اشکبار تھیں اور وہ کسی ڈر خوف کے بغیر شکاری کے پاس آ پہنچی۔ ہرنی کی یہ محبت دیکھ کر شکاری کا دل پسیج گیا اس نے بچے کو آزاد کیا اور ہرنی کے دل کو راحت پہنچائی اُس بے زبان ہرنی نے شکاری کے لیے دعا کی جو قبول ہوئی اور ہاتف غیبی نے اسے آواز دی کہ اے میری مخلوق کے دل کو سکون بخشا ہے اس رحم و کرم کے بدلے ہم نے تمہیں سلطنت کا مرتبہ دیا ہے چنانچہ وہ شخص کچھ دنوں میں بادشاہ بن گیا۔ ۸

اے درویش! وہ شخص ایک حیوان کو راحت رسانی سے دنیوی سلطنت کی بادشاہی تک جا پہنچا

تو اگر کسی انسان کو آرام پہنچانے سے اخروی سلطنت اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام قرب کو حاصل کر لے تو یہ بات عجیب اور بعید از قیاس نہ ہوگی ۔

روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانے میں ایک بڑھیا بہت کمزور تھکی ہاری اور کمزوری کی بناء پر ایک گوشے میں پڑی ہوئی تھی کوئی نہ تھا جو اس کی خدمت کرتا ۔ امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہر رات اس کی کٹیا میں آتے جھاڑو دیتے پانی لاتے اور اس بڑھیا کی جو خواہش ہوتی اسے پورا کرتے کہتے ہیں کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ پرانے طریقے کے مطابق آئے اور بڑھیا کے پاس گئے بڑھیا نے پوچھا تم کون ہو بولے کہ میں عمر رضی اللہ عنہ ہوں میں اس لیے آیا کہ آپ کی کوئی ضرورت ہو تو میں پورا کر دوں ۔ بڑھیا بولی آپ سے پہلے ایک بوڑھا شخص آیا تھا اور وہ سب کچھ ٹھیک کر کے چلا گیا ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوٹ گئے ۔ وہ لگاتار چند راتیں آتے رہے اور بڑھیا یہی جواب دیتی رہی ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا کہ ایسا بوڑھا کون ہوگا ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ چھپ کے بیٹھے کہ دیکھیں ، دیکھا تو وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے کہ اے ابوبکر رضی اللہ عنہ اس نیکی کے کام میں آگے بڑھنے سے جو آپ نے حاصل کیا مجھے اس پر حسد نہیں ہے ۔

کہتے ہیں کہ حضرت سلطان الاولیاء بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ہمدان گئے اور وہاں انھیں کچھ تکلیف ہو گئی تو انھوں نے اس کے علاج کے لیے زعفران کا بیج خریدا ، تھوڑا سا کھایا اس میں سے اور جو باقی بچا اسے اپنی پگڑی کے ایک کونے میں باندھا اور شہر بسطام میں آ گئے گھر پہنچ کر پگڑی کھولی اور بیج میں دیکھا کہ ایک چیونٹی ہے کہا عجیب بات ہے یہ چیونٹی یہاں کیسے آ گئی میں اسے دوبارہ ہمدان لے جاؤں گا چنانچہ آپ نے سفر کیا اور چیونٹی کی خاطر ہمدان تک آئے ۔

بعض مقاماتِ صوفیاء میں آیا ہے کہ اولیا کے قبلہ ، اصفیا کے کعبہ ، اہلِ سلوک کے رہنما راہ خدا کے طلب گاروں کے ہادی ، سب ارباب قلوب کے محبوب ، قطب الاقطاب اور اعلیٰ مسلک کے حامل خواجہ بہاؤالدین نقشبندی نے ایک صاحبِ تصرف مجذوب سے ملاقات کی ، مجذوب بولا اے خواجہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کے لیے باطن کی راہ کھولوں تو آپ خس و خاشاک ، گندگیوں اور پلیدیوں سے مخلوق کا راستہ صاف کریں ۔ حضرت خواجہ نے اس محبوب مجذوب کے اشارے کے مطابق سات سال تک ہر حالت میں گلیاں اور بازار گندگیوں اور پلیدیوں سے پاک و صاف کیے اور اس مدت کے بعد وہ مجذوب آپ سے ملا اور کہا کہ خواجہ اگر آپ خدا کا قرب چاہتے

ہیں تو بغیر کسی امتیاز کے مخلوق کی خدمت کرو یعنی کوئی نیک ہو یا بُرا، فاسق ہو یا فاجر انسان ہو یا حیوان، وحشی درندہ ہو یا پرندہ اللہ کے لیے سب کی خدمت کرو۔ خواجہ بہاؤالدین اسی کے مطابق عمل کرتے رہے۔ ایک دن آپ شہر سے باہر جا رہے تھے۔ وہاں کسی کتیا نے ایک پرانی قبر میں بچے دیئے تھے اس پہ بھوک پیاس کا غلبہ تھا اور اسے دودھ نہ آتا تھا کہ بچے پیئں وہ محبت کی ماری بچوں سے جدا نہیں ہوتی تھی۔ مگر اس کے بچے شور و غوغا برپا کیے ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ اپنی فراست اور دانائی سے سمجھ گئے کہ کتیا کو بھوک اور پیاس کے سبب دودھ نہیں رہا جسے بچوں کو دے آپ نان فروش کی دکان پر آئے اور اسے کہا کہ یہ میرا خرقہ لے لو اور مجھے چند روٹیاں اور کباب دے دو۔ نانبائی حسن نے کہا کہ اے درویش! اگر آپ بھوکے ہیں تو جتنا چاہے کھا ڈالیں اور اگر تمھیں جوانوں کی طرح عشق بازی کا شوق ہے تو میری روٹی کہیں مت لے جاؤ کیونکہ اس طرح میں گنہگار رہوں گا اور تمھیں گناہ نہیں ہوگا۔
خواجہ نے فرمایا کہ میں تمھیں روٹی کی قیمت دیتا ہوں تمھیں ایسی گفتگو کا کیا فائدہ؟ نانبائی حسن نے کہا میں قیمت نہیں لیتا مفت دیتا ہوں۔ قصہ مختصر یہ کہ حضرت خواجہ بہاؤالدین جب برتن پانی سے بھرا ہوا اور کچھ روٹیاں اور کباب لیے ہوئے شہر سے باہر گئے تو حسن بدگمانی اور ان کی ٹوہ لگانے کی خاطر ان کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ حضرت خواجہ نے پانی بھرا برتن اور روٹی اور کباب کتیا کے سامنے پھینکے اور خود دونوں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ کتیا نے روٹی پانی کھایا پیا اور لوٹنے لگی اس نے ہاتھ پاؤں آسمان کی طرف موڑے اور بے زبانی سے کچھ عرض کیا۔ حسن نے کہا کہ میں نے خود دیکھا کہ ساتوں آسمانوں سے بے شمار اللہ کی رحمت کے انوار اس زمین و زمان کے قطب حضرت خواجہ پر پھیلتے گئے اور عرش سے فرش تک ہر چیز ان پر ظاہر ہو گئی۔ میں نے اس وقت اپنا سر خواجہ کے قدموں میں رکھا اور جو بدگمانی خواجہ کے بارے میں کی تھی اس کی معافی چاہی اور ان سے بیعت اور ارادت کے لیے عرض کی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ جب ہدایت کی لگام مجھے عنایت کریں گے تو تو میرے اولین مریدوں میں سے ہوگا۔
روایت ہے کہ امیرالمؤمنین حضرت علیؓ کہیں جا رہے تھے آپ کے پاؤں کے نیچے ایک چیونٹی آ گئی اور اسے اذیت پہنچی اس نے نیاز کی زبان سے بے نیاز کی درگاہ میں فریاد کی اور درد سے رونے لگی اور کہنے لگی کہ خدایا۔ میں ساری عمر لمحہ بھر تجھ سے غافل نہیں رہی اور تجھ سے جدائی کا عذاب ملاحظہ نہ کیا اب مجھے معاف کر دے کیونکہ میں درد اور اذیت سے بدحال ہو چکی ہوں اللہ تعالیٰ کی طرف یہ جواب آیا کہ اے چیونٹی!

ہم روزِ قیامت علیؓ سے تمہارا حق دلوائیں گے مگر چیونٹی نے خدا کی جناب مقدس میں عرض کہ خدا یا علیؓ نے بھول سے مجھ پہ پاؤں رکھا ہے جان بوجھ کر نہیں تو ان کی لغزش معاف فرمادے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حضرت علیؓ سے کہا اے علیؓ آپ زمین پر احتیاط اور ہوش سے قدم کیوں نہیں رکھتے اگر یہ چیونٹی آپ کی سفارش نہ کرتی تو آپ مصیبت میں پڑ جاتے لہٰذا ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس سے معافی مانگنے اور دوسروں کی سفارش کی ضرورت پڑے۔

اے اہلِ وفا اور مخلص بھائیو! میرا یہ قصہ روح کے کانوں اور حسِ یقین سے سنو میں ایک شہر اکبرآباد کی گلیوں سے گزرتا تھا اس وقت بہت سردی تھی اور سخت بارش کی وجہ سے کیچڑ ہی کیچڑ تھا میں نے دیکھا کہ ایک کتے کا بچہ اس کیچڑ اور گارے میں پھنسا ہوا ہے اور بدحال ہے اور بہت فریاد کر رہا ہے مجھے اس کے چیخنے چلانے پر ترس آیا جلد ہی اس کوچے میں مجھے ارباب محبت اور عبادت گزاروں کے مخصوص شوق اور توحید کی تجلیات نظر آئیں اور میں حیرت زدہ ہو گیا۔

میں نے کتے کو دیکھا کہ میری طرف آ رہا ہے وہاں بہت کیچڑ اور گارا تھا میں گھبرا گیا کہ ساتھ لگا تو میرے کپڑے ناپاک ہو جائیں گے میں نے بہت کوشش کی مگر کتا میرے پاس آ پہنچا اور نہایت فصیح و ملیح زبان سے مجھے اس نے گویا وہ کہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان اللہ حرم علی نفسہ الظلم یا عباد فلا تظالموا (اس نے اپنی ذات پاک پر ظلم حرام کر دیا ہے اس لیے اے میرے بندو ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو) تو نے یہ کیا ظلم اختیار کر رکھا ہے کہ عام راستے پر جو سب چلنے والوں کے لیے ہے خواہ وہ انسان ہو یا حیوان تو مجھ پر سبقت سے جانے کا ظلم کر رہا تھا۔ میں نے جواب دیا کہ تجھ ناپاک ہونے کی وجہ سے جلدی کی تھی کیونکہ کپڑوں کا پاک ہونا نماز کے جائز ہونے کی شرط ہے۔ کتے نے مجھے جواب دیا کہ اگر کپڑا ناپاک ہو جائے تو تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گا اور غرور و تکبر کی گندگی سات سمندروں میں بھی دھوئی جائے تو دور نہیں ہوتی اگر کوئی درویش غرور کی بناء پر کتے سے بہتر ہونے پر فخر کرے تو اہلِ حق کی اس کے ساتھ ہم نشینی جائز نہیں اس پر میں اس کے سامنے خاکساری سے کھڑا ہو گیا کہ اگر ظاہر طور پر مجھ سے کوئی فخر و غرور سرزد ہوا ہے تو اب میں ہزار خاکساری سے تیرے سامنے اپنے آپ کو حقیر جانتا ہوں کتے نے پھر مجھے کہا کہ اہل حق کا طریقہ ایثار ہے اختیار نہیں تو خود تو خشک راستے سے چلتا تھا اور کیچڑ کا راستہ میرے لیے

محسوس کرتا تھا یہ تصوف نہیں ہے یہ جس راستے پہ تو چل رہا ہے یہ اولیاء اللہ کا راستہ نہیں ہے ع

تجھے شرم کرنا چاہیئے

اس پر یہ درویش ہزار ندامت اور شرمندگی سے کیچڑ والی سمت پر کھڑا ہو گیا اور خشک راہ کتے کے لیے چھوڑ دی کتا پھر کہتا تھا کہ اس کمزور عقل اور اس بے طاقت ادراک سے اللہ تعالیٰ جل شانہ، نہیں ملتا اور حق کا کامل طالب وہ ہے جس کا دل عاقل ہو اور درمیانے درجے میں وہ ہے جس کی آنکھ دیکھنے والی ہو اور ادنیٰ درجے میں وہ ہے جس کا کان سننے والا ہو اور اگر اس میں سے کوئی چیز بھی اس کے پاس نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ نیک لوگوں کی راہ اختیار کرے جن میں عباد، زہاد، اتقیا اور اصفیاء اور یہ مقربین صوفیا کا طریقہ ہے جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے اور یہ کہ فقر جب کامل ہوتا ہے تو اس میں الہٰی شان آجاتی ہے اور ان لوگوں کا شعار یہ ہے کہ وہ اللہ کے اخلاق اپناؤ، پر عمل کرتے ہیں کہا گیا ہے کہ عقل مند کو اشارہ کافی ہے اور جاہل کو اس کی عبادت بھی کام نہیں دیتی۔

اپنے وجود کو اللہ کے ساتھ اور اللہ کے وجود کو اپنے ساتھ جاننا چاہیئے اور اسے دنیا میں شمار نہیں کرنا چاہیئے۔ ان آیۂ شریف کا یہی مفہوم ہے کہ جہاں تم ہو اللہ تمھارے ساتھ ہے اور یہ کہ ہم اللہ سے اس کی شاہ رگ سے بھی قریب ہیں پس جاننا چاہیئے کہ ایک چیز کی دوسری چیز کے ساتھ ہونے کو معیت کہتے ہیں اور ایسا ہونا مجاز ہے نہ کہ حقیقت۔ علماء ظاہر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کائنات کے ہر ذرے میں ہے لیکن یہ ذات کی بات نہیں ہے بلکہ اس کے علم کی بات ہے کہ وہ سب ذرات پر قادر ہے۔ لیکن صوفیا ظاہری معنی پر اکتفا نہیں کرتے اور وہ باطنی حقیقت پہ غور کرتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کائنات کے تمام ذرات کے ساتھ ماہیت حقیقی ہے اور اس کی اپنی ذات کے ساتھ کائنات کی جملہ اشیاء کی ماہیت ویسی نہیں ہے جیسے متکلم کہتے ہیں اور جو علماء ظاہر کا مفہوم ہے یعنی ماہیت ایسی نہیں ہے جیسے عرض کے ساتھ جسم ہو اور نہ یہ ماہیت ایسی ہے جیسے جسم کے ساتھ جسم ہوتا ہے اور نہ یہ عرض کے ساتھ کسی عرض کی ماہیت ہے اور نہ کسی عرض جوہر کے ساتھ ماہیت ہے بلکہ یہ اربعہ ماہیات سے خارج ہے آیۃ مبارک ہے:

مَا یَکُوْنُ مِنْ نَّجْوٰی ثَلٰثَةٍ اِلَّا ھُوَ رَابِعُھُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا ھُوَ سَادِسُھُمْ
وَلَآ اَدْنٰی مِنْ ذٰلِکَ وَلَآ اَکْثَرَ اِلَّا ھُوَ مَعَھُمْ اَیْنَمَا کَانُوْا (۵۸ : ۷)

لوگ تین جب کوئی راز کی بات کہتے ہیں تو چوتھا ان کا خدا ہوتا ہے اور جب پانچ کسی راز کی بات
کرتے ہیں تو چھٹا خدا ہوتا ہے اس میں نہ کمی ہوتی ہے نہ بیشی، تم جہاں بھی ہوتے ہو وہ تمہارے ساتھ
ہوتا ہے۔

مقصد یہ کہ خدا پر تمام اعمال احوال اور پوشیدہ اور ظاہر اقوال ظاہر ہیں اور تمام ظاہری باطنی
حرکات اور کیفیات کا اسے علم ہے خدا ہے کہ لوگ جہاں کہیں بھی ہیں وہ ان کے ساتھ ہے۔ سات
آسمان ہوں یا اتنی ہی سات زمینیں وہ ہر کہیں ہے فرمایا:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ (۱۸۶ : ۲)

یعنی جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو (ان لوگوں) میں ان کے قریب ہوں۔
اس آیت کو غور و فکر سے پڑھو اور اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف ہر دوسرے شخص کے قریب سے قریب
جان۔

زین معیت دم مزن نیستیں خموش   این معیت در نیاید بعقل و ہوش

اے بھائی قرب حق کی موجودات کے ساتھ قرب کی مثال روح کی جسموں کے ساتھ تعلق کی طرح
ہے کیونکہ روح عالم امر سے ہے وہ بدن میں داخل ہے نہ اس سے خارج، اس سے ملی ہوئی ہے۔
نہ اس سے جدا، وہ جسم کی صفات سے آزاد ہے اور انسان کے نقصان سے عاری۔ اس کے باوجود
اس کا تصرف بدن کے سب ذرات میں ہوتا ہے اگر وہ ہزار سال تک بھی جسم کے ساتھ ملی رہے۔
اس کی پاکیزگی اور اثر میں کوئی خلل واقع نہ ہوگا۔ جیسے قلب سے معیت اختیار کرنے سے پہلے تھی اب
بھی اس کے تصرف اور لطافت کا وہی حال ہے کہ اس میں کوئی کثافت اور غلاظت نہیں آئی مخلوق
کے ساتھ قرب حق کو بھی ایسا ہی جان کیونکہ کوئی امکان لغزش ذات باری تعالیٰ کے تقدس اور واجبی
تنزیہ میں اثر انداز نہیں ہو سکتی: فتبارك الله احسن الخالقين (۱۴ : ۲۳)

(یعنی پس برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو سب سے بہتر تخلیق کرنے والا ہے)۔

جب تجھے روح کی جسم کے ساتھ معیت کا علم ہو گیا کہ:

من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

(یعنی جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا)

دوسرے گروہ کو اس آیہ مبارکہ کے بموجب :

فکشفنا عنک غطائک فبصرک الیوم حدید (۲۲/۵۰)

پس ہم نے تیرا پردہ کھول دیا پس تیری نظر آج تیز ہے۔

اس گروہ کی نظر سے بصیرت کا پردہ اٹھا دیا گیا اور وہ اسمائے ذات کے جمال اور اللہ تعالیٰ کی بے نیاز صفات کے کمال سے متصف ہیں۔ سب باکمال صفات کے جمال کے آئینے کے پوشیدہ امور سے آگاہ ہیں اور عالم تاب آفتاب کے انوار نے موجودات کے ذروں میں ہر ذرے کو پالیا ہے اور جیسا معروف قول ہے۔

کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار پردے ہیں جو نور و ظلمت سے عبارت ہیں وہ اس کے جمال کے مظہر اور آسمانِ کمال کا آئینہ بنے ہوئے ہیں جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ :

لایزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتّی احبّه فاذا احببته کنت سمعهٗ الذی یسمع به الخ

(یعنی) میرا بندہ نوافل اور عبادات ادا کرکے میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کا کان بنتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھ بنتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ بنتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کا پاؤں بنتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ یعنی دیکھیں مجھ میں اور ان میں کیا فرق ہوتا ہے۔ گروہ قرب اور نوافل سے موصوف ہوتے ہیں۔ اور فعل اور افعال در صفت جو ان کے ظاہر سے ظاہر ہے اس گروہ کے نزدیک حق سے ظاہر ہے ان کا حال یہ ہے کہ کہہ دیجیے سب اللہ کی طرف سے ہے۔ فرمایا ما بکم من نعمة فمن الله (۱۶/۵۳) یعنی جو نعمت بھی تمہارے پاس ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے ان کا انجام یہی ہے سبحان اللہ ان کا کام کتنا نادر اور ان کے اسرار کتنے عجیب ہیں کہ ان کا دل محبت الٰہی کا گنجینۂ اسرار اور اللہ کی بے انتہا صفات ان کا خزانہ ہے مگر انھوں نے اپنا نام درویش اور مفلس رکھا ہوا ہے۔ ع گدا پادشاہ است و نامش گداست۔ رباعی

آنکس کہ ترا شناخت جان را چہ کند | فرزند و عیال و خانماں را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی | دیوانۂ تو ہر دو جہاں را چہ کند

(جس نے تجھے پہچانا وہ جان کو کیا کرے، وہ اولاد گھر والوں اور گھر بار کو کیا کرے تو اسے دونوں جہان دے تو دیوانہ کردے گا تیرا دیوانہ اور شیدا دونوں جہان کو کیا کرے گا۔

اس گروہ کے راہ روں میں سے جن کو بھی قرب اور معیت کا مقام حاصل ہے انھوں نے اس نہ ختم ہونے والے میدان میں اپنی عقل وعلم کے پاؤں لنگڑے اور ہوش کے کان اسرار ادراک کرنے کے لیے بہرے اور گونگے کر رکھے ہیں۔ علمائے ظاہر کی آنکھ کی بصیرت اس جمال کے انوار کے دیکھنے میں سوائے غم کے کچھ حاصل نہیں کرتی اور عاقلوں کو عقل کے سوا جہالت کے کچھ نہیں ملتا۔

اے معیت در نیابد عقل وہوش　　　زین معیت دم مزن بنشین خموش

(عقل وہوش اس معیت کو نہیں پاسکتا۔ اس محبت کا دعویٰ نہ کر، خاموش بیٹھا رہ)۔

اس قرب اور معیت کا حاصل کرنا نوافل اور عبادات کے قرب کا ثمرہ ہے جو تیسرے گروہ کو ملتا ہے جو جذبہ الٰہی حاصل کرتے ہیں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جذبات میں سے ایک جذبہ حاصل کرنا سہالہا سال کی عبادت کرتے رہنے سے بہتر ہے۔ عمل انجام دینے سے تاریک اور نورانی پردے اٹھتے ہیں اور عامل ذاتِ واحد کے مرتبے کا مشاہدہ کرتا ہے اور تمام علوم کمزور اور تمام رسمیں باطل ہوتی ہیں اور تمام حدود وقیود میں سے کچھ باقی نہیں رہتا اور یہ حقیقت نمودار ہوتی ہے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (۱۶:۴۰ آج کے دن سلطنت کس کی ہے؟ اللہ واحد کی جو قہار ہے) اور یہ راز ظاہر ہوگا کہ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ط (۸۸:۲۸ سوائے اس کے چہرۂ مبارک کے ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے) و نور هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ط (۳:۵۷ وہی اول وہی آخر وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے) کا مفہوم نمایاں ہوگا اور یہ موہوم ہستی اس کی عطا کردہ ہستی میں جا ملتی ہے ؎

موجِ بحرِ لمن الملک برآید ناگاہ　　　غرق گردند دران بحر چہ درویش چہ شاہ
خرمن ہستی موہوم نیان میوزد　　　آتش عشق کہ دانہ بماند نے کاہ

(لمن الملک کے بحر کی موج اچانک اٹھتی ہے اس بحر میں درویش و شاہ سب غرق ہو جاتے ہیں وہم پر مبنی ہن کا خرمن پر آتش عشق سے ایسے جلتا ہے کہ نہ دانہ بچتا ہے نہ بھوسا)۔

اس وقت لا الٰہ الا اللہ اور توحید کی حقیقت نمایاں ہوتی ہے اور یہ بات واضح ہوتی

ہے کہ میں وہ ہوں جو میں چاہتا ہوں اور جو میں چاہتا ہوں وہ میں خود ہوں۔ میدان حقیقت کے شیر بیشہ اور معرفت وطریقت کی جنگ ومبارزے کے لشکر کے شاہ جو معرفت وطریقت میں مخصوص ہیں جناب حضرت علیؓ نے یہ جو فرمایا ہے، میں جو چیز بھی دیکھتا ہوں اس میں اللہ کو دیکھتا ہوں، یہ بات نمایاں ہوتی ہے اور جب یہ بلند مرتبہ حاصل ہوجائے تو آدمی ایمان اور اطمینان کی اصلیت سے جاملتا ہے۔

وہ ولایت اور اسلام کے آدھے آدھے راستے طے کرلیتا ہے اور ترقی کرتے کرتے اس مقام پر آپہنچتا ہے کہ وہ اپنی تلاش کرتا ہے کہ اللہ سے ملتا ہے شعر

چو ممکن گرد امکان برفشاند — بجز واجب درد چیزے نماند

رباعی: روزانہ تو بودم و نمیدانستم — شب باتو غنودم و نمیدانستم
ظن بردہ بدم دوش کہ من جملہ منم — من جملہ تو بودم و نمیدانستم

(جب ممکن امکان کی گرد جھاڑتا ہے تو اس میں واجب کے سوا کچھ نہیں رہتا۔

رباعی: میں ہر روز تیرے ساتھ مگر خبر نہ تھی۔ رات کو تیرے ساتھ بسر کیا اور پتہ نہ چلا۔ کل رات خیال کیا کہ سب کچھ خود ہی ہوں میں تو ہی تھا مگر خبر نہ تھی۔

ایک دن کوئی شخص سلطان العارفین بایزید بسطامی قدسرہٗ العالی کے گھر کے پاس پہنچا اور انھیں آواز دی، سلطان بایزید نے اس کے جواب میں کہا کہ بایزید اللہ کے راستے پر چلنے والوں کے ساتھ چلا گیا اور وہ گم ہوگیا اور ابد تک دوبارہ بشریت کی طرف نہیں لوٹے گا۔

اے بھائی پہلے عدم حصول کے بعد حصول ہے اور آخر میں پھر عدم حصول جیسے پہلے طبقے کی آنکھ اور بصیرت کو دوسرے طبقے کی معرفت سے سوائے اندھے پن کی کوئی فائدہ نہیں ہے اور اس طبقے کو سوائے جہالت اور بے بصیرتی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اے واقف سالک جو ان حالات اور عجیب مقامات سے آگاہ ہے۔ ممکن کو کوئی واجب نہیں کرتا اور واجب الوجود کو کوئی منکر الوجود نہیں بناتا۔ خدا خدا ہے اور بندہ بندہ ہے۔ حضرت غوث الاعظم نے فرمایا ہے کہ وہ چیز جسے شریعت رد کردے وہ الحاد اور زندیقیت ہے۔ اشعار:

ممکن ز تنگنائے عدم تا کشید رفت — واجب بجلوہ گاہ عیاں تا نہادہ گام
در حیرتم این ہمہ نقش ونگار چیست — بر لوح صورت آمدہ مشہود خاص و عام

ہر یک نہفتہ لیک زمرأۃ آں دگر — بر داشتنے زجلوۂ احکام خویش کام
بادہ نہاں دجام نہاں آمدہ پدید — در جام عکس بادہ و در بادہ عکس جام
گوید آنکس دریں مقام فضول — کہ تجلی نداند اوز حلول

اس مرتبے کا حاصل کرنا فرائض کی قربت کا پھل ہے ، چوتھا طبقہ جو انتخاب ، قربت اور دوستی سے آگے بڑھتے ہیں ان کے حالات کے بارے میں کیا کہوں اور کیا لکھوں وہاں تحریریں مٹ جاتی ہیں ۔ اور اشارے ختم ہو جاتے ہیں وہاں بیان راز بن جاتا ہے اور علم وہاں جہالت قرار پاتی ہے ۔ غوثِ اعظم نے فرمایا ہے میں نے اپنے پروردگار سے سوال کیا کہ علم سے کیا ملتا ہے ۔ پروردگار نے جواب دیا علم کی جہالت اے بھائی جب عالم نہ رہے تو علم کہاں رہے گا ۔ تمام اس بات کی دلیل ہے کہ میں نے اپنے پروردگار کو اسی کے ذریعے پہچانا ہے ۔ ابیات ؎

قربِ حق یا بندۂ دوراست از قیاس — بر قیاس خودمنہ آں را اساس
قرب نے بالا و پستی رفتن است — قربِ حق از قیدِ ہستی رستن است
نَحنُ اَقرَبُ گفت من حبل الورید — تو فگندی تیر فکرت را بعید
این معیت را نیابد عقل و ہوش — زیں معیت دم مزن بنشیں خموش

حضرت غوث اعظمؒ نے فرمایا جو ارادہ کرے کہ اس کا حال اس کی گفتگو سے ظاہر ہو تو وہ کفر کا ارتکاب کرتا ہے اے بھائی خاص اولیاء اللہ کو بھی اس مقام سے نصیب نہیں ملتا اور سوائے اندھے پن اور جہالت کے کسی کو کچھ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ یہ قرب اور دوستی کا مقام انبیا اور رسولوں کا خاص مقام ہے البتہ بعض اولیاء جو دربار نبوت سے تربیت یافتہ ہوں وہ اس سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ عام اولیاء اللہ کی آنکھیں اس نور کے سامنے چندھیا جاتی ہیں ۔ ایسے ہی جیسے تیز بجلی میں بینائی کام نہیں کرتی اے بھائی ازلی عنایتوں اور برکتوں کے بغیر یہ بلند مقام حاصل نہیں ہو سکتا ۔ ذالک فضل اللہ واللہُ یختص برحمتہٖ من یشاء (۲:۱۰۵ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اپنی رحمت کے لیے مخصوص کرتا ہے) یہ بلند مرتبہ مقربین کے لیے خاص ہے اللہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کی برکت سے بعض اولیاء کو اس کی استعداد کے مطابق اس سے حصہ مل جاتا ہے ۔ اے سالک اے آگاہ ہادی ، معلم اور کمال کے پہنچنے والے

یہ خاص عشق کا راستہ ہے تو ہم اللہ کے دیئے ہوئے عشق و محبت کا قیاس نہیں کر سکتے جب تک آپ کو ادھر بھی یہ عجیب اثرات اور نادر تجلیات اور انوار نصیب نہ ہوں مثنوی رومیؒ میں ہے

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما — اے طبیب جملہ علتہائے ما ست
ملت عاشق زملتہا جدا است — عاشقاں را مذہب و ملت خدا است
آنکہ عاشق نیست او در آب در — صورت خود بیند اے صاحب نظر
صورت عاشق چو شد فانی ازو — پس در آب اکنوں کرا بیند بگو
عاشقاں را شد مدرس حسن دوست — دفتر و درس و سبق شاں روئے اوست
آتشے از عشق در جان بر فروز — سر بسر فکر و عبارت را بسوز
آں طرف کو عشق می افزود درد — بوحنیفہ و شافعی درسے نکرد
عشق آں شعلہ است کہ چوں بر فروخت — ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت — شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت
در نگنجد عشق در گفت و شنید — ور نویسم پس قلمہا بشکند
بعد ازیں گر شرح گویم ابلہی است — زانکہ شرح او ورائے آگہی است
در نیابد حال پختہ ہیچ خام — پس سخن کوتاہ باید والسلام

جب سالک اپنے کام میں فنا ہو جائے اور فنا کی حالت کا مشاہدہ کرے تو دیکھے گا کہ اس کے وجود کی نشانی باقی نہیں رہی۔ طریقت والے اس کیفیت کو فنا کہتے ہیں جب علم فنا مکمل طور پر گیا اور علم باقی رہا اسے وہ فنا کا فنا کہتے ہیں اور مکمل فنا پکارتے ہیں میرے نزدیک یہ وہ کیفیت ہے جو ذکر کی کثرت سے حاصل ہوتی ہے اور اس فنا کا خیال ہمیشہ رہے گا جب تک کہ وہ ملکہ حاصل ہو جس سے ہر شئی کان عقل و فہم کی تدریس ظاہر ہوتی ہیں اور آدمی یہ محسوس کرتا ہے کہ میں فانی ہوں مجھ میں بقا نہیں اور یہ علم یقین حاصل ہوتا ہے شٹتا نہیں کوئی حرکت اور سکون اپنے سے غیر میں داخل نہیں ہوتی مگر یہ کہ ایسا اللہ کی طرف سے ہو ایسا ہو تو یہ مکمل فنا ہے جس کسی نے اپنے نفس کا فنا پہچانا اس نے تمام خلقت کو عدم محض دیکھا اور وہ مطلق فنا کی کیفیت پہچان گیا اور اپنی حقیقت کا حق اس نے پورا معلوم کر لیا، کیونکہ پروردگار نے اسے فنا کا پورا علم دیا تھا اور وہ جان گیا کہ اس کا

بخشا ہوا وجود اللہ کی صفت قیومیہ سے قائم ہے اور وہ برحق موجود ذات ہی اسے موجود اور قائم رکھے ہوئے ہے اور جس طرح سے فتیلے کی مدد سے چراغ میں نیا تیل پہنچتا رہتا ہے اس پر بھی ذات واحد کا فیضان جاری ہے اس طرح ساری مخلوق کے خوف و رجا سے محفوظ ہو کر اسی ذات کا ہو جاتا ہے ایسے شخص پر فنا و بقا کی حقیقت کھلی ہے اس لیے جس کسی میں ذات واحد کی قربت سے فنا اور بقا کا مکمل احساس پیدا ہو گیا اس نے فنا باللہ اور بقا باللہ کے مقامات پا لیے حضرت پیغمبر اسلام آپ کی آل اور ان کے پیروؤں پر درود و سلام ہو جاننا چاہیئے کہ حق تعالیٰ کی ذات اسماء صفات، نسب اور تعلقات سے مجرد ہے وہ کسی کے ادراک، فہم، شعور اور علم میں نہیں آسکتی تھی اور کسی کا اس پر حکم نہیں چل سکتا لیکن تجلیوں، نسب اور تعلقات کے حوالے سے انسانی استعداد کی حد تک اس کی حقیقت معلوم کی جا سکتی ہے۔ یہ حقیقت پہلے علمی طور پر تمام الٰہیہ، کونیہ، ازلیہ و ابدیہ حالتوں میں داخل ہوئی۔ اس طرح اس نے اپنی ذات کو تمام حقائق، نسب تعلقات اسماء اور صفات کا مجموعہ بنا دیا۔ کیا نبوت کے اعتبار سے اور کیا نسب کے اعتبار سے، بلکہ مجرد طور پر بھی وہ سب جگہ چھا گئی۔

اور اس نے ذات کی معلومہ صورت کو حقیقت محمدیہؐ کے درود و سلام کا مظہر بنا دیا اور اس مقام کو (قاب قوسین او ادنیٰ، دو کوسوں یا اس سے کم فاصلہ کو کہتے ہیں اور اگر اس کو عدم کے اعتبار سے ملاحظہ کریں تو احدیت کہتے ہیں اور اگر تعلقات کے اثبات کے حوالے سے احدیت کے حوالے سے کہیں تو انہیں مذکورہ تعلقات کو حقیقت محمدیہؐ کہیں گے۔ اس لیے سب اسمائے متقابل جیسے ہادی، مضل، معطی، مانع، معز، مذل، باسط، قابض، رافع اور خافض نیز اس کے غیر متقابل اسماء، اعلیٰ و ادنیٰ نفیس و جو عرش سے فرش تک اور ملائکہ اور جنات اور انسانوں میں سریان رکھتے ہیں سب حقیقت محمدیہ سے منشعب ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ میرا نور تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا جو اس نے میرے نور سے پیدا کیا اور فرمایا کہ اگر تم نہ ہوتے تو میں یہ افلاک پیدا نہ کرتا اور یوں نغمۂ لولاک ربوبیت سے ظاہر ہوا اور یہ آواز آئی کہ اے محمدؐ تم میری محبت ہو اور میں تمہارا محب ہوں، یہ ستر ہزار سال اسی طرح گزرے اس طرح کہ جو کچھ

تھا پڑا رہا اور اس کا نام ہستی رکھا گیا اور سب کچھ اسی حقیقت سے نمودار ہوا۔ ذات پردہ خفا میں ہے میں اس کی صفات ظاہر ہیں۔ اہل ظاہر، بدیہی چیزوں کو دیکھتے ہیں مگر اہل باطن قبیح و حسن دونوں پر نظر رکھتے ہیں۔ زہر کے ظاہر میں ہلاکت ہے مگر اس کے باطن سے کئی فائدے ہیں شمشیر کا غلط استعمال مغبوح ہو سکتا ہے مگر دسے کی افادیت مسلمہ ہے۔ پس خدا کی تخلیقات کی عجیب و غریب حکمتیں ہیں۔ اور اہل نظر و قلب کو ربنا ما خلقت ھذا باطلا (اے رب تو نے یہ سب کچھ باطل پیدا نہیں کیا۔ کہنا پڑتا ہے ؎

برگ درختانِ سبز در نظر ہوشیار ہر ورقی دفتر لیست ز معرفت کردگار (سعدیؒ)

پیر ما گفت خطا در قلم صنع نرفت آفریں بر نظر پاک خطا پوشش باد (حافظؒ)

صاحبان قلب و نظر ہی ذرہ میں آفتاب دیکھتے ہیں اور وان من شیئٍ الا یسبح بحمدہ ( ) کا راز پاتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ بھی دیکھا اس میں اللہ کا جلوہ نظر آیا دوسرا قول بھی آپ سے منسوب ہے: میں نے جو چیز بھی دیکھی اس میں خدا جلوہ گر نظر آیا۔ اس لیے حقیقت محمدی جملہ بلند، پست علمی اور عینی مخلوقات پر حاوی ہے اور اسماء کے تقاضوں اور مختلف مذاہب کی وجہ سے طرح طرح کی عجیب تجلیات کا مظہر ہے اشعار

بداں اسم اند موجودات قائم وزاں اسم اند در تسبیح دائم

بمبدءٔ ہر یکے را مصدرے شد بوقتِ بازگشتن چوں درے شد

ازاں در کامد اول ہم بدر شد اگرچہ در معاش او دربدر شد

اللہ سبحانہٗ کی تجلیات کی دو قسمیں ہیں جلالی اور جمالی، جمالی سے لوگوں کا مٹنا، کفر و شرک، گمراہی، بے راہروی، ہلاکت، حق پوشی، کج رفتاری، صراط مستقیم سے دوری اور ایسی چیزوں کا مداوا ہوتا ہے جو شیطان کی راہ ہے اور وہ اشیاء جو شیطانی حربے کا نمونہ ہیں جو چیز بھی برائی کی مدد کرے یا اس کی پیروی کریں یہ شیطانی صفات ہیں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ستر ہزار نور و ظلمت کے پردے ہیں ان میں خلق و ایجاد، اظہار لطف، رحم، علم یقین احوال و مقامات، معارف اور پسندیدہ اخلاق سب جمال صفت کا عکس ہیں اور لوگوں موت دینا ان کا مٹا دینا

بقیہ: صفحہ ۳۲ پر دیکھیں